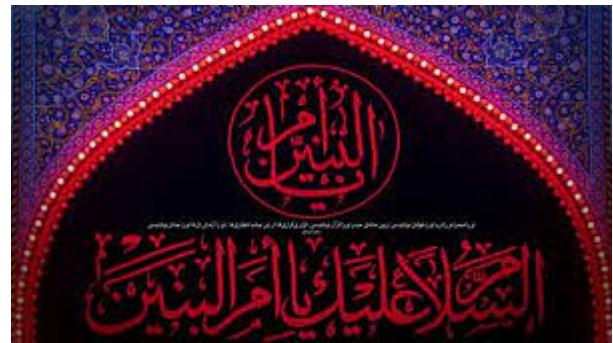


## وفات مادر وفا، حضرت ام البنین (س)

<"xml encoding="UTF-8?>



وفات مادر وفا، حضرت ام البنین (س)  
ام البنین (س) کو جنت البقیع میں، رسول خدا (ص) کی دو پھپھیوں، صفیہ و عاتکہ کے پاس، امام حسن (ع) اور  
فاطمہ بنت اسد (س) کی قبروں کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔  
وفات مادر وفا، حضرت ام البنین (س)

ام البنین (س) کو جنت البقیع میں، رسول خدا (ص) کی دو بھبھیوں، صفیہ و عاتکہ کے پاس، امام حسن (ع)  
اور فاطمہ بنت اسد (س) کی قبروں کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔  
فاطمہ، ام البنین (س) [بیٹوں کی ماں] ایک پاک دامن اور باتقوی خاتون تھیں۔ ان کے اخلاقی فضائل، انسانی  
کمالات، ایمانی طاقت، ثابت قدمنی، صبر و برداری، بصیرت و دانائی اور قدرت بیان نے انھیں خواتین کی سردار بنا  
دیا تھا۔

حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب، ام البنین (س) کے والد ہیں، وہ ایک بہادر اور  
راسنگو شخص تھے۔ وہ عربوں میں شرافت کا مجسمہ سمجھے جاتے تھے اور بخشش، مہمان نوازی،  
جو انمردی اور قوی استدلال میں مشہور تھے۔

ام البنین کی ماں، ثمامة (لیلی) بنت سہیل بن عامر بن کلاب (رسول خدا اور امام علی کے اجداد) تھیں۔ وہ اپنی  
اولاد کو تربیت دینے میں کافی کوشش کرتی تھیں اور تاریخ میں ان کا چہرہ درخشاں ہے۔ اس خاتون کی  
خصوصیت میں گھری سوج، اہل بیت (ع) سے دوستی، ماں کا فریضہ ادا کرنے کے ضمن میں اولاد کو ایک ہمدرد  
معلم کی حیثیت سے اعتقادی امور اور ہمسرداری کے مسائل اور دوسروں سے معاشرت کے آداب سکھانا قابل  
ذکر ہے۔

وہ حقیقت میں شجرہ طیبہ کی مصدق تھیں، جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمانوں میں پھیلی ہوئی  
ہیں اور اس پاک درخت کا پہل بے شک عباس بن علی اور عثمان بن علی وغیرہ تھے۔

اس خاتون کا خاندان ایک بنیادی اور جلیل القدر خاندان تھا جس کے افراد بہادری اور دستگیری میں مشہور  
تھے اور ان میں سے ہر ایک عظمت اور شرافت میں مشہور تھا اور ہم یہاں پر خلاصہ کے طور پر ان کی بعض  
خصوصیات کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

ام البنین (س) کے شجرہ نسب کی شرافت کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں: "تاریخ نے ام البنین کے آباء و اجداد اور مامون کو ایسے متعارف کرایا ہے جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربوں میں ایک شجاع اور شہسوار تھے اور ان کی شرافت و عظمت اس حد تک تھی کہ وقت کے بادشاہ بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔"

حضرت ابو الفضل العباس (ع) کی والدہ گرامی، ام البنین کے ماں باپ کا خاندان شجاعت، کرامت، اخلاق، سماجی حیثیت اور عظمت کی لحاظ سے قریش کے بعد عربوں کے مختلف قبیلوں میں ممتاز خاندان تھا۔

وفات مادر وفا، حضرت ام البنین (س)

حضرت ام البنین (س) امیرالمؤمنین حضرت علی (ع) کی باوفا زوجہ

جناب فاطمہ زبراء (س) کی شہادت کے بعد، آپ کی شادی حضرت علی (ع) سے ہوئی۔ فاطمہ کلابیہ (س)، شرافت، نجابت، پاک دامنی اور اخلاص کا مجسمہ تھیں۔ علی (ع) کے گھر میں قدم رکھنے کے وقت کہا: "جب تک فاطمہ زبراء (س) کی بڑی بیٹی مجھے اس مقدس گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو میں اس وقت تک اس گھر میں قدم نہیں رکھوں گی۔"

یہ خاندان رسالت کے لئے ان کا انتہائی ادب و احترام کا مظاہرہ تھا۔ جس دن حضرت ام البنین (س) نے مولا علی (ع) کے گھر میں پہلی بار قدم رکھا، امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) بیمار تھے تو ابو طالب کی بہو گھر میں داخل ہوتے ہی عالم ہستی کے ان دو عزیزوں اور اہل بہشت کے جوانوں کے سرداروں کے پاس پہنچیں اور ایک ہمدرد ماں کے مانند ان کی تیمارداری کرنے لگیں اور مسلسل یہ کہتی تھیں کہ: "میں فاطمہ زبراء (س) کی اولاد کی کنیز ہوں۔"

حضرت زبراء (س) کی اولاد سے ام البنین (س) کی بے لوث محبت

ام البنین حتی الامکان یہ کوشش کر رہی تھیں کہ حضرت زبراء (س) کے بچوں کے لئے ان کی ماں کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء پر کرسکیں، کیونکہ ان کی ماں جوانی میں ان سے جدا ہوئی تھیں اور وہ اپنی مہربان ماں کی بے لوث محبت سے محروم ہو چکے تھے۔

فاطمہ زبراء (س) کے بچے اس پارسا خاتون کے وجود میں اپنی ماں کو پا رہے تھے اور اپنی ماں کے نہ ہونے کے رنج و الٰم کا کم تر احساس کر رہے تھے۔

جناب ام البنین (س)، رسول خدا (ص) کی بیٹی کے بچوں کو اپنی اولاد پر مقدم قرار دیتی تھیں اور اپنی محبت کا زیادہ تر اظہار ان کے لئے کیا کرتی تھیں اور اسے اپنے لئے فریضہ جانتی تھیں، کیونکہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں سب لوگوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔

فاطمہ کلابیہ نے، حضرت علی (ع) کے ساتھ ایک مختصر مدت کی مشترکہ زندگی کے بعد امیر المؤمنین کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ انھیں "فاطمہ" کے بجائے "ام البنین" خطاب کریں تا کہ "فاطمہ (س)" اور "کنیز فاطمہ" کے درمیان فرق مشخص ہو جائے اور یہ فرق محفوظ رہے۔

امیرالمؤمنین علی (ع) سے شادی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ام البنین (س) کو چار شجاع اور بہادر بیٹے عطا فرمائی: عباس، عبدالله، جعفر، عثمان اور ان بی بیٹوں کی وجہ سے انھیں ام البنین، یعنی بیٹوں کی مان، کہا جاتا تھا؛ نیز جناب رقیہ، حضرت مسلم بن عقیل (ع) کی زوجہ، آپ ہی کی بیٹی تھی۔

آپ (س) نے اپنے تمام بچوں کو حضرت امام حسین (ع) کے ہمراہ کربلا کے سفر پر روانہ کیا تھا، اور روز عاشور، آپ (س) کے چاروں فرزند، اسلام کی راہ میں قربان ہو گئے۔ آپ کے داماد حضرت مسلم بن عقیل، حضرت امام حسین (ع) کے سفیر بن کر کوفہ آئے اور اپنے دونوں بچوں سمیت کوفہ میں شہید کر دئیے گئے۔

حضرت ام البنین (س) اہل حرم کی نظر میں

کربلا کے واقعے اور اہل حرم کی قید سے واپسی کے بعد، مدینہ میں جب پہلی عید آئی تو اہل حرم اپنے وارثوں کی یاد میں بے چین تھے اور تمام بی拜یان جناب زینب (س) کی قیادت میں اپنے خاندان کی بزرگ شخصیت جناب ام البنین (س) سے ملاقات کرنے کئیں اور آپ نے سب کو خصوصاً جناب زینب (س) کو گلے سے لگا کر تسلی دی۔

حضرت ام البنین (س) عزیزوں کے سوگ میں

اپنے عزیزوں کی المناک شہادت کے بعد، آپ (س) جنت البقیع چلی جایا کرتی تھیں اور اس طرح گریہ کرتی تھیں کہ دوست و دشمن روتے تھے، چنانچہ مروان جو اہل بیت (ع) کا سخت ترین دشمن تھا، آپ (س) کا مرثیہ سن کر بے اختیار آنسو بہانے پر مجبور ہو جایا کرتا تھا۔ اپنے عزیزوں کی عزا میں آپ (س) کا مرثیہ تاریخ میں محفوظ ہے۔

[مقاتل الطالبين، ص56؛ بحار الانوار، ج 45 ص40]

آپ (س) کو "ام البنین" یعنی بیٹوں کی مان، کہہ کر پکارا کرتے تھے لیکن کربلا کے بعد، آپ (س) نے فرمایا: "مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکارا کرو کیونکہ اس طرح پکارنا مجھے میرے شیر جیسے بچوں کی یاد دلاتا ہے۔"

حضرت ام البنین عرب خواتین کی نظر میں

آج بھی عرب خواتین، کربلا میں جب حضرت عباس علمدار (ع) کی زیارت کے لیے آپ کے حرم میں آتی ہیں تو اس طرح حضرت سے حاجت طلب کرتی ہیں: "بحق امک یا ابا الفضل یا باب الحوائج"

آپ (س) کی وفات 13 جمادی الثانیہ کو ہوئی اور آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

جناب ام البنین (س) کا بڑا احسان

مروان بن حکم کہتا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد میں جنت البقیع کے راستے پر گزر رہا تھا کہ دور سے کسی بی بی کے رونے کی آواز آئی؛ میں نے گھوڑے کا رخ ادھر پہنچ دیا؛ دیکھا کہ ایک بی بی خاک پر بیٹھی بین کر رہی ہے کہ:

عباس! اگر تیرے باتھ نہ کاٹے جاتے تو میرا حسین (ع) شہید نہ ہوتا ...

وفات مادر وفا، حضرت ام البنین (س)

یہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے چاروں بیٹوں کو حسین (ع) کے ساتھ کربلا بھیجا اور اپنے بوڑھے ہونے کے باوجود کسی ایک بیٹے کو بھی اپنے پاس مدینے میں نہیں رکھا۔ اپنے ان چاروں بیٹوں کی مصیبت کو فرزند زبراء (س) کی شہادت کے مقابلے میں آسان سمجھتی تھیں۔

جب انھیں اپنے ایک بیٹے کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو فرمایا: اس خبر سے کیا مراد ہے؟ مجھے ابا عبدالله الحسین (ع) کے بارے میں آگاہ کریں۔ جب بشیر نے اسے اپنے چار بیٹوں کی شہادت کی خبر دے دی تو کہا: میرا دل پھٹ گیا، میرے تمام بیٹے اور جو کچھ آسمان کے نیچے موجود ہے، سب کے سب ابا عبدالله الحسین (ع) پر قربان، مجھے آغا حسین کے بارے میں بتائیں!

حضرت ام البنین (س) کے چاروں بیٹے کربلا کے خونین واقعہ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ انہوں نے اس مصیبت پر صبر و شکیبائی سے کام لیا۔ حادثہ عاشورا سے آگاہ ہونے کے بعد وہ اپنے بیٹے عباس کے فرزند عبیدالله کو اپنے ساتھ قبرستان بقیع میں لے جایا کرتی تھیں اور اپنے بیٹوں کے غم میں دردناک اشعار پڑھا کرتی تھیں۔ مدینہ کے لوگ بھی اس عظیم خاتون کے درد بھرے بین سننے کے لئے وہاں اکٹھے ہو جایا کرتے تھے اور گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔

امام حسین (ع) کے بارے میں حضرت عباس (ع) کو ام البنین (س) کی فرمائش:

جب امام حسین (ع) نے مدینہ کو چھوڑ کر حج اور عراق، بجرت کرنے کا فیصلہ کیا، ام البنین (س) نے حضرت عباس (ع) کو سفارش کی کہ: "میرے نور چشم! امام حسین (ع) کی فرمابداری کرنا"۔

"امام صادق (ع) نے حضرت عباس (ع) کے بارے میں فرمایا: "رحم الله عمی العباس، لقد اثر و ابلی بلاء حسنا ..." اللہ تعالیٰ، ہمارے چچا عباس پر رحمت نازل کرے، یقیناً جان نثاری کی اور شدیدترین امتحانات پاس کئے؛ چچا عباس کے لئے اللہ کے پاس ایک ایسا مقام ہے کہ تمام شہداء اس پر رشک کرتے ہیں"۔

مورخین نے لکھا ہے: "واقعہ کربلا کے بعد، بشیر نے مدینہ میں ام البنین (س) سے ملاقات کی تاکہ ان کے بیٹوں کی شہادت کی خبر انھیں سنائیں۔ وہ امام سجاد (ع) کی طرف سے بھیجے گئے تھے، ام البنین (س) نے بشیر کو دیکھنے کے بعد فرمایا:

اے بشیر! امام حسین (ع) کے بارے میں کیا خبر لائے ہو؟

بشير نے کہا: خدا آپ کو صبر دے، آپ کے عباس قتل کیے گئے۔

ام البنین (س) نے فرمایا: "مجھے حسین (ع) کی خبر بتا دو"۔

بشير نے ان کے باقی بیٹوں کی شہادت کی خبر کا اعلان کیا، لیکن ام البنین (س) مسلسل امام حسین (ع) کے

بارہ میں پوچھتی رہیں اور صبر و شکیبائی سے بشیر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

"یا بشیر! مجھے ابی عبداللہ الحسین (ع) کی خبر بتا دو؛ میرے بیٹے اور جو کچھ اس نیلے آسمان کے نیچے ہے سب کے سب، ابا عبداللہ الحسین (ع) پر قربان۔"

جب بشیر نے امام حسین (ع) کی شہادت کی خبر دی تو ام البنین (س) نے ایک آہ! بھری آواز میں فرمایا: "قد قطعت نیاط قلبی" ، اے بشیر! تو نے میرے دل کی رگ کو پارہ پارہ کیا" اور اس کے بعد نالہ و زاری کی۔

حضرت زینب کبری (س) مدینہ میں پہنچنے کے بعد، حضرت ام البنین (س) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے بیٹوں کی شہادت کے بارہ میں تسلیت و تعزیت ادا کی۔

رسول خدا (ص) کی نواسی، امام حسین (ع) کی شریک تحریک اور قیام حسینی (ع) کے دھڑکتے دل، یعنی زینب کبری (س) کے، ام البنین (س) کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے بیٹوں کی شہادت پر کلمات تسلیت و تعزیت کہنے سے اہل بیت (ع) کی نظر میں ام البنین (س) کے بلند مقام و منزلت کا مقام معلوم ہوتا ہے۔

حضرت زینب کبری (س) عیدوں وغیرہ کے مانند دوسری مناسبتوں پر بھی احترام بجا لانے کے لئے ام البنین (س) کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔

ام البنین (س) کی اہم خصوصیات میں سے، زمانہ اور اس کے مسائل کی طرف ان کا توجہ کرنا ہے۔ انہوں نے کربلا کے واقعہ کے بعد، نوحہ خوانی اور مرثیہ سرائی سے استفادہ کیا تاکہ کربلا والوں کی مظلومیت کی آواز کو آنے والی نسلوں تک پہنچائیں۔

وہ حضرت عباس (ع) کے بیٹے عبیدالله جو اپنی ماں کے ساتھ کربلا میں تھے اور عاشورا کے واقعات کو بیان کرنے کی ایک زندہ سند تھے کے ہمراہ، بقیع میں جا کر نوحہ خوانی کرتی تھیں اور شور و غوغہ بربا کرتی تھیں۔ مدینہ کے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہوتے تھے اور ان کے ساتھ نالہ و زاری کرتے تھے۔

امام باقر (ع) فرماتے ہیں کہ: "وہ بقیع میں جاتی تھیں اور اس قدر دلسوز مرثیہ خوانی کرتی تھیں کہ مروان، اپنی سنگدلی کے باوجود گریہ کرتا تھا۔"

حضرت ام البنین (س) کی رحلت

حضرت ام البنین، حضرت زینب کبری (س) کی رحلت کے بعد، دارفانی کو الوداع کہہ گئی ہیں۔

تاریخ لکھنے والوں نے ان کی تاریخ وفات مختلف بتائی ہے، اس طرح کہ ان میں سے بعض نے ان کی تاریخ وفات کو سال 70 ہجری بیان کیا ہے اور بعض دوسرے مورخین نے ان کی تاریخ وفات کو 13 جمادی الثانی سال 64 ہجری بتایا ہے اور دوسرا نظریہ زیادہ مشہور ہے۔

ام البنین (س) کی مہر و محبت سے چھلکتی زندگی آخری لمحات میں تھی، ام البنین (س) کی زندگی کی آخری رات تھی۔ خادمہ فضہ نے اس مودب خاتون سے مخاطب ہو کر درخواست کی کہ ان آخری لمحات میں اسے ایک

بہترین جملہ سکھائے۔ ام البنین (س) نے ایک تبسم کی حالت میں فرمایا: "السلام عليك يا ابا عبدالله الحسین" اس کے فوراً بعد، فضہ نے ام البنین (س) کو احتضار کی حالت میں پایا اور دوڑ کے علی (ع) اور حسین (ع) کی اولاد کو بلایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد امام! کی آواز مدینہ میں گونج اٹھی۔

حضرت فاطمہ زہراء (س) کے بیٹے اور نواسے ام البنین (س) کو مان کرہ کر پکارتے تھے اور یہ خاتون انھیں منع نہیں کرتی تھیں، شاید اب اس میں یہ کہنے کی طاقت باقی نہ رہی تھی کہ: "میں فاطمہ (س) کی کنیز ہوں۔"

بہرحال، ام البنین (س) کو جنت البقیع میں، رسول خدا (ص) کی دو پھیپھیوں، صفیہ و عاتکہ کے پاس امام حسن (ع) اور فاطمہ بنت اسد (س) کی قبروں کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جناب ام البنین (س) کی امام حسین (ع) سے بے پناہ عشق و محبت ان کے اعلیٰ ایمان اور آپ کی امامت پر کامل اعتقاد کی مستحکم دلیل ہے یہ کہ آپ نے اپنے چار بیٹوں، عباس، عبدالله، جعفر اور عثمان کو اپنے پیشوں امام نیز اسلام کے نام پر قربان کر دیا۔

حضرت ام البنین (ع) کی زیارت کا ایک حصہ

السلام عليك يا زوجة ولی الله، السلام عليك يا زوجة امير المؤمنین، السلام عليك يا ام البنین، السلام عليك يا ام العباس ابن امير المؤمنین علی بن ابی طالب علیه السلام، رضی اللہ تعالیٰ عنک و جعل منزلک و ماواکِ الجنة و رحمته اللہ و برکاته، لا حول و لا قوۃ الا بالله العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاهرين ... (قدس دفاع نیوز ایجنسی)